

اسلام کی پوری عمارت

عقیدہ ختم نبوت پر قائم ہے

دارالعلوم حقایق کے دستار بندی جلسے اپنی خصوصیات اور امتیازی شان کی وجہ سے ملک و ملت کے سنی میں مفید اور دور رس نتائج کے حامل رہے ہیں۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے اکابر علم و فضل اور ایمان ملک کی شرکت اور سامعین کی شمولیت کے لحاظ سے ان جلسوں کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ آج سے تقریباً ۲۰ سال قبل ۱۶-۱۷ مئی ۱۹۵۱ء کو الیابہی ایک جلسہ اپنی روایات کو قائم رکھتے ہوئے منعقد ہوا تھا۔ ہمیشہ کی طرح حضرت شاہ جی مرحوم بھی اس میں شریک تھے اور مخصوص انداز میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور اساسی حیثیت پر روشنی ڈالی اس تقریر کی رپورٹنگ اس وقت پشاور کے ایک ہفت روزہ البلاغ نے کی اور اسے ۸ جون ۱۹۵۱ء کے خصوصی شمارہ میں شائع کیا تھا ہم اسے افادہ عام اور وقت کی ضرورت کے پیش نظر قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں جو تذکر کے ساتھ ساتھ تبرک بھی ہے۔ (ادارہ)

دارالعلوم حقایقہ اکوڑہ کے سالانہ اجتماع کی دوسری نشست میں رات کے ساڑھے گیارہ بجے للہنا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر شروع ہوئی۔ حاضرین اس قدر تھے کہ پنڈال کی قناتیں کھول گئی تھیں اور دودھ تک انسان ہی انسان نظر آتے تھے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اس وقت کی حاضری کم از کم ہزار کے لگ بھگ تھی۔

شاہ صاحب نے اپنی تقریر اس وقت شروع کی جب اتفاق طور پر لاؤڈ سپیکر فیل ہو گیا تھا۔ جلد میں ٹھیک ہو گیا۔ شاہ صاحب نے حمد و ثنا کے بعد تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا :

بزرگوں نے میرا امتحان لینا چاہا ہے کہ میں بے لاؤڈ سپیکر بھی بول سکتا ہوں۔ اگرچہ اب بخاری

بخاری نہیں رہا جو اس مجمع سے زیادہ مجوں کو بھی بغیر لٹوڈ سبیکہ کے خطاب کرتا رہا ہے۔ تاہم میں کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے ہمت دے۔ اور آپ بھی دل میں اسکی دعا کرتے رہیں۔

اس کے بعد آپ نے باقاعدہ تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا۔ اپنی سمجھ میں اتنی بات آپ کی ہے

کہ مذہب میں - اپنے مذہب میں ! مجھے دوسرے مذہب سے تعلق نہیں، نہ میں اس کی کتابیں پڑھتا ہوں، نہ ہی اس کا مطالعہ کرتا ہوں۔ بلکہ اتنا ہی جانتا ہوں کہ مذہب اپنا ہے۔ اسے ہی سمجھو سمجھاؤ۔

ہاں تو اپنی سمجھ میں اتنی بات آپ کی ہے کہ اپنے مذہب میں تین ہی چیزیں ہیں۔ ایک عقیدہ، پھر عبادت اور معاملات، بس یہ تین چیزیں ہیں۔ میں اس وقت نہ عبادت کے متعلق کچھ کہوں گا، نہ معاملے کے متعلق کیونکہ یہ بات اپنی سمجھ میں آگئی ہے کہ بغیر عقیدے کے کوئی عمل ہوتا نہیں۔ اور عقیدہ - ؟ اس کے معنی میں اردو میں دل کی بات۔ اور دل کی بات جب دل میں پکی ہو جائے، تب ہی حقیقتہً کوئی عمل عمل بن سکتا ہے۔

شاہ صاحب نے کہا کہ علامہ اندر شاہ صاحب کی بات یاد آگئی کہ کوڑھی کو مبتنی اچھی غذا آپ کھلائیں گے۔ اس کا مرض بڑھے گا۔ اور اطباء اس پر متفق ہیں کہ اس کا بدن گھٹا ہی جائے گا، سڑتا ہی جائے گا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جس کا عقیدہ بگڑ گیا، اسکی روح کو کوڑھ ہو گیا۔ جتنی عبادت کرے گا۔ اتنا ہی عذاب پائے گا۔ یہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں اسکی مثال دیتا ہوں، بتائیے اس شامیانے کی، اس شامیانے کی جو اس وقت آپ کے سروں پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ تو یہ اسی طرح سایہ نکلن رہے گا۔ کہ زمین پر آ رہے گا۔ سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ صاحب نے کہا وہ سامنے بلند و بالا عمارت ہے، اسکی بنیاد کھوکھلی ہو تو ہر وقت گرنے کا کھٹکا۔ لیکن اگر عمارت معمولی ہے۔ مگر بنیاد مضبوط ہے تو زمین سے بسر ہو جائے گی۔ بس عقیدہ درست ہو، کثرت عبادت نہ ہو۔ صرف نمازیں ہی پڑھ لے۔ انشاء اللہ انجام بخیر ہو گیا۔ اور نوافل بھی ہوں، تہجد بھی ہو۔ اشراق بھی ہو، ادابین بھی ہو۔ ریاضت سب ہو! عقیدہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں - آریہ بھی عبادت کرتے ہیں، ہندو بھی ریاضت کرتا ہے۔ لیکن انہیں بہنہ اور کافری کہا جاتا ہے۔ ہاں ہاں یہودی بھی تسبیح بہت کرتے ہیں۔ لیکن عقیدہ ہے۔ عزیر ابن اللہ کا جو لے ڈوبا، بالکل لے ڈوبا۔

اب شاہ صاحب کا انداز بیان گہوار تھا۔ آپ نے کہا لعنت ہو فرنگی پر! اس نے

دوسو سال کی منحوس حکومت میں چوٹ لگائی ہمارے بنیادی عقیدے پر، جو جان ہے سب اسلام کی! - توحید کی جڑ ہے۔ اور وہ عقیدہ ہے ختم نبوت کا، اسلام کا صحیح تصور نبی کے سوا کوئی

پیش نہیں کر سکتا۔ خدا کو تو سب ہی مانتے ہیں اور مانتے تھے۔ خدا کو تو سب ہی پکارتے ہیں۔ خدا کا انکار تو کوئی پر لے درجے کا بیوقوف ہی کرے گا۔ جو اپنے وجود کا تو قائل ہو اور خدا کے وجود کا انکار کرے۔ خدا کو ہر ایک مانتا ہے، چاہے وہ اپنا ہی بنا ہوا تھا۔ جسے صبح کو گھڑا، اور شام کو اس کا خدا ہو گیا۔ منکر خدا تو یہ بھی نہ تھے۔ سب خدا کے وجود کے قائل تھے۔ میں کہہ رہا تھا کہ منکر خدا تو یہ مئے نہیں البتہ خدا کا صحیح تصور ملتا نہیں۔ اگر ملتا ہے تو نبی سے۔ جسے خود خدا نے بنایا۔ وہ خدا تو مر گیا، ٹوٹ گیا، پھوٹ گیا۔ ایک حزب زیادہ پڑنے سے نکلا ہو گیا۔ لجا ہو گیا۔ لیکن نبی جو خدا دیتا ہے جس خدا کا تصور نبی سے ملتا ہے، وہ مرنے نہیں، ٹوٹتا نہیں۔ بے عیب ہوتا ہے۔ شاہ صاحب نے اپنے بیان کا مرکز متعین کرتے ہوئے کہا۔ شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ العزیز نے چالیس سال میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے۔ اس میں اللہ الصمد کا ترجمہ شاہ صاحب نے ”اللہ نرادرہار“ کیا ہے۔ نرادرہار، نرادرہار! (یعنی جس بن کسی کا کام نہ چلے اور جس کا کام کسی بن نہ اڑے۔ خدا کا یہ تصور نبوت ہی پیش کر سکتی ہے۔ اور کوئی نہیں اور اس کی جڑ زنگی نے کاٹی۔)

شاہ صاحب نے گرجدار آواز میں کہا۔ کیسے پنجاب سے ایک بنی اٹھا؟ اٹھا نہیں! اٹھایا گیا۔ خدا نرم آواز میں شاہ صاحب نے کہا میں نے تو یہ اندازہ لگایا ہے کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، وہ پاگل ہے یا پاہی اور ایسے پاہیوں کا سلسلہ سلیمہ کذاب سے پنجابی بنی تک آیا ہے۔ نبوت ایک مرکز ہے، جسے تو میں فنا کرنے اٹھیں! لیکن اس کا علاج بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ آگے چل کر سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا: تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے کہ مدعی نبوت کے نقائص کی بنا پر اس کے دعوے کی تردید کی جائے کہ وہ شراب پیتا تھا۔ لہذا بنی نہیں۔ اس کی مغرور الحواس کی بہت سی دلیلیں ہیں۔ لہذا بنی نہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ایک رخ اور بھی ہے، وہ یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کرایا گیا۔ قل یا ایہا الناس اتخو رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ فرمادیجئے اے پیغمبر! اے لوگو! بیشک میں اللہ کا رسول ہوں۔ بنی ہوں۔ پیغمبر ہوں، نملی بردی کا بھگڑا ہی نہیں! تم سب کی طرف! ساری خلق کی طرف۔ خدا کی ساری بادشاہی کے لئے ایک رسول! آخری رسول! خطاب کیا گیا ہے۔ اے لوگو! یا ایہا الناس! تو جس نے اس نبوت سے کئی کاٹی۔ وہ لوگوں میں کہاں رہا؟ اس کا شمار انسانوں میں کب ہوگا۔ یہ ہے تصویر کا دوسرا رخ، جس سے جھوٹی نبوت کا جھوٹ کھلتا ہے، اور جھوٹے نبیوں کے چہرے کی بد رونق اس آئینہ میں نظر آتی ہے۔ اس کے بعد شاہ صاحب باقی صفحہ ۳ پر